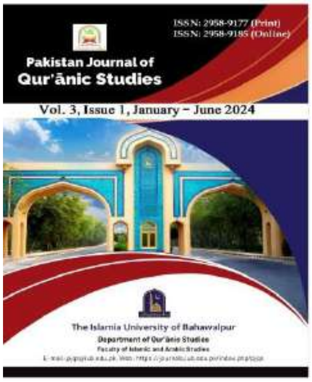

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185
Vol. 3, Issue 1, January – June 2024, Page no. 47-72
HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/169
Link:https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/2933
DOI: https://doi.org/10.52461/pjqs.v3i1. 2933
Publisher: Department of Qur'ānic Studies, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title An Analysis of Criticism on Wahi-e-Ilaahi and Ilhaam (With Special Reference to the Objections of Ghulam Ahmed Parvez)

Author (s): **Dr. Muhammad akram**
Assistant Professor, Govt. College of Technology Pindi Bhattian Hafizabad.
Dr. Umm-e-Laila
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur.

Received on: 13 April, 2024
Accepted on: 15 June, 2024
Published on: 30 June, 2024

Citation: Dr. Muhammad Akram, and Dr. Umm-e-Laila. 2024. “An Analysis of Criticism on Wahi E Khafī and Ilhām (Specific Study of the Objections of Ghulam Ahmed Parvez)”. *Pakistan Journal of Qur’ānic Studies* 3 (1): 47-72. https://doi.org/10.52461/pjqs.v3i1.2933.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

وحی خفی والہام پر ناقدینِ تصوف کے نقد کا جائزہ

(غلام احمد پرویز کے اعتراضات کا اختصاصی مطالعہ)

An Analysis of Criticism on Wahi-e-Ilaahi and Ilhaam (With Special Reference to the Objections of Ghulam Ahmed Parvez)

Dr. Muhammad akram
Assistant professor, Govt. College of Technology Pindi Bhattian Hafizabad. Email: akramfqchfd@gmail.com

Dr. Umm-e-Laila
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies, Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur.
Email: ummelaila@gscwu.edu.pk

Abstract
This study examines Ghulam Ahmad Parwez's critique of the concept of "Wahi Khafi" and presents the scholarly opinions of other critics of Sufism. The analysis aims to reach a definitive understanding through a detailed examination. According to Parwez, the cessation of prophethood marked the end of all forms of revelation and inspiration. He contends that the belief in "Wahi Khafi" is fabricated and borrowed from Jewish traditions, asserting that there is no mention of such types of revelation in the early Islamic period and that the concept forms the basis of Sufism. Parwez articulates his views in "The Reality of Sufism," describing the development of the concept and attributing its formulation to Imam Shafi'i.
Furthermore, the study reviews the perspectives of other scholars such as Syed Maududi, Dr. Israr Ahmad, and Javed Ahmad Ghamidi on "Wahi Khafi," who generally support the concept. It explores the definitions and instances of revelation from Quranic and Hadith sources, examining the linguistic and terminological meanings of "Wahi," and how it applies in religious contexts.

Keywords: Ghulam Ahmad Parwez, Wahi Khafi, Hidden Revelation, Sufism, Islamic Theology.

Article Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/2933

تمہید:

زیر نظر عنوان میں غلام احمد پرویز کے وحی خفی پر نقد کا جائزہ لیا جائے گا اور دیگر ناقدین تصوف کی تحقیقی آراء کو نقل کیا جائے گا۔ بعد ازاں تجزیاتی مطالعہ کے بعد حقیقت تک رسائی حاصل کی جائے گی۔ غلام احمد پرویز کے نقطہ نظر کے مطابق ختم نبوت کے ساتھ وحی اور الہام کا اختتام ہو گیا۔ اس کے نزدیک وحی خفی کا عقیدہ خود ساختہ اور یہود سے ماخوذ ہے۔ صدر اول میں وحی کی اقسام کا ذکر نہیں ملتا۔ اور الہام کا عقیدہ تصوف کی بنیاد ہے۔ وہ اپنے نظریے کا اظہار "تصوف کی حقیقت" میں ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"لیکن صدر اول کے کچھ عرصہ بعد یہ عقیدہ وضع کیا گیا کہ وحی کی در حقیقت دو قسمیں ہیں۔ ایک وحی جلی اور دوسری وحی خفی، وحی جلی کو وحی متلو بھی کہتے ہیں۔ (یعنی جس وحی کی تلاوت کی جاتی ہے) اور وحی خفی کو وحی غیر متلو (یعنی جس کی تلاوت نہیں کی جاتی) وحی جلی قرآن کریم کے اندر درج ہے اور وحی خفی کتب روایات میں ہے۔ وحی کی ان دو قسموں کا عقیدہ یہودیوں کا تراشیدہ ہے ان کے ہاں وحی متلو کو شبکتب اور وحی غیر متلو کو شبعلقہ کہتے ہیں یعنی وہ وحی جو لکھی نہ جائے اور روایتاً آگے منتقل ہو، ہمارے ہاں کے صدر اول کی تشریح میں وحی کی ان اقسام کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اسے امام شافعی نے وضع کیا تھا۔"[1]

پرویز کے عائد کردہ اعتراضات کا جائزہ

ذیل میں غلام احمد پرویز کے عائد کردہ اعتراضات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

1. وحی خفی کا عقیدہ قرآن وسنت کے برعکس خود ساختہ ہے۔
2. قرون اولی میں عقیدہِ وحی خفی کا اصلاً وجود نہ تھا۔
3. یہ عقیدہ مسلمانوں میں یہود سے منتقل ہوا۔
4. وحی خفی کی تائید میں حدیث وضع کی گئی۔

ناقدین تصوف کی وحی خفی کے متعلق آراء کا جائزہ

غلام احمد پرویز کے وحی خفی کے متعلق فکر کا جائزہ لیتے ہوئے دیگر ناقدین تصوف کی مذکورہ مسئلے کے متعلق فکری آراء کو حسب ذیل نقل کیا جاتا ہے۔ وحی جلی اور خفی کے بارے سید مودودی اپنے نقطہ نظر کو یوں بیان کرتے ہیں۔

"ان امور میں (تشریح دین میں) تو آپ کی حیثیت در حقیقت قرآن کے سرکاری ترجمان اور اللہ تعالیٰ کے نمائندہ مجاز کی تھی۔ یہ باتیں اگرچہ اس طرح لفظاً لفظاً آپ پر نازل نہیں کی جاتی تھیں۔ جس طرح قرآن آپ پر نازل کیا جاتا تھا۔ مگر یہ

[1] پرویز، غلام احمد، تصوف کی حقیقت (لاہور: ادارہ طلوع اسلام ٹرسٹ، 2008)، ص52۔

لازماً تھیں اسی علم پر مبنی جو وحی کے ذریعہ سے آپ کو دیا گیا تھا ان میں اور قرآن میں فرق صرف یہ تھا کہ قرآن کے الفاظ اور معانی سب کچھ اللہ کی طرف سے تھے اور ان دوسری باتوں میں معانی و مطالب وہ تھے جو اللہ نے آپ کو سکھائے تھے اور ان کو ادا آپ اپنے الفاظ میں کرتے تھے۔ اسی فرق کی بناء پر قرآن کو وحی جلی اور آپ کے ان دوسرے ارشاد کو وحی خفی کہا جاتا ہے۔"[2]

وحی خفی کے متعلق ڈاکٹر اسرار احمد "بیان القرآن" میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"بہر حال یقین کے ساتھ تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن میرا گمان غالب ہے کہ دوسری قسم کی وحی (بذریعہ فرشتہ) پر پورے کا پورا قرآن مشتمل ہے اور وحی براہ راست یعنی "القاء" تو در حقیقت وحی خفی ہے جس کی وضاحت انگریزی کے دو الفاظ کے درمیان فرق سے بخوبی ہو جاتی ہے ایک لفظ Inspiration اور دوسرا Revelation جس کے ساتھ ایک اور Verbal revelation بھی اہم ہے۔ Inspiration میں ایک مفہوم، ایک خیال یا تصور انسان کے ذہن و قلب میں آجاتا ہے جب کہ Revelation با قاعدہ کسی چیز کے کسی پر Reveal کیے جانے کو کہتے ہیں۔"[3]

وحی خفی کے متعلق جاوید احمد غامدی "وما انا علیکم بحفیظ" کی تفسیر میں "تدبر قرآن" کا اقتباس نقل کر کے لکھتے ہیں۔

"یہ الفاظ براہ راست لسان نبوت پر ہیں۔ استاد امام لکھتے ہیں۔ یوں ارشاد ہوا کہ ان لوگوں سے کہہ دو بل کہ کہنے کی بات پیغمبر نے خود براہ راست فرمادی۔ وحی کی یہ قسم روح نبوت کے غایت قرب واتصال کی دلیل ہوتی ہے گویا منبع فیض کا فیضان خود زبان رسالت سے چھلک پڑتا ہے۔ گفتہ او گفتہ اللہ بود، شاید اسی حقیقت کی تعبیر ہے"۔[4]

جاوید احمد غامدی " قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ "[5] کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"نبی ﷺ کے بتانے سے کہ مجھے خدائے علیم و خبیر نے خبر دی ہے ان کی غلط فہمی دور ہو گی، لیکن یہ گرفت دونوں بیویوں پر گراں گزری"۔[6]

---

[2] ابو الاعلیٰ، مودودی، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1998)، جلد پنجم، ص194۔

[3] اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن (لاہور: قرآن اکیڈمی، 2013)، جلد اول، ص20۔

[4] غامدی، جاوید احمد، البیان (لاہور المورد 2014)، جلد دوم، ص78۔

[5] التحریم 66:3۔

[6] غامدی، جاوید احمد، البیان، جلد پنجم، ص240۔

وہ رازی کی بات قرآن کریم میں موجود نہیں تو یہی وحی خفی ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی طرف کی ہے۔ امین احسن اصلاحی "قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ"[7] کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس افشائے راز سے اللہ تعالیٰ نے حضور کو باخبر کر دیا جس کے بعد حضور نے اس بیوی کو اس کی طرف توجہ دلائی جن سے یہ غلطی صادر ہوئی۔ یہ توجہ دلانا اس لیے ضروری تھا کہ میاں بیوی کے تعلقات میں راز داری کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔"[8]

ناقدین تصوف کی وحی خفی کے متعلق فکری آراء سے معلوم ہوا کہ غلام احمد پرویز کے سوا تمام ناقدین وحی خفی کے نظریے پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ غلام احمد پرویز قرآن کے سوا کسی وحی کے قائل نہیں ہیں۔ حسب ذیل غلام احمد پرویز کے نقد کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

تحقیق مسئلہ وحی خفی کی شرعی حیثیت کیا ہے:

وحی کی لغوی و اصطلاحی تعریفات اور قرآن و سنت کی روشنی میں وحی خفی کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔ بعد ازاں غلام احمد پرویز کی طرف سے عائد کردہ اعتراضات کا جائزہ لیا جائے گا۔

وحی کا لغوی معنٰی

علامہ ابن اثیر جزری وحی کا لغوی معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حدیث میں وحی کا بہ کثرت ذکر ہے لکھنے، اشارہ کرنے، کسی کو بھیجنے، الہام اور کلام خفی پر وحی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔"[9]

علامہ مجد الدین فیروز آباد وحی کے معانی لکھتے ہیں۔

"اشارہ، لکھنا، مکتوب، رسالۃ، الہام، کلام خفی، ہر وہ چیز جس کو تم غیر کی طرف القاء کرو اسے اور آواز کو وحی کہتے ہیں۔"[10]

علامہ راغب اصفہانی وحی کے لغوی معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

---

[7] التحریم 66:3۔

[8] اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 2009)، جلد ہشتم، ص 461۔

[9] ابن اثیر، محمد، النہایۃ (ایران: مطبوعہ موسسۃ، 1364ھ)، جلد 4 ص 579۔

[10] مجد الدین، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط (بیروت: مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، 1412ھ)، جلد 4، ص 579۔

"وحی کا اصل معنیٰ سرعت کے ساتھ اشارہ کرنا ہے یہ اشارہ کبھی رمز اور تعریض کے ساتھ کلام میں ہوتا ہے اور کبھی محض آواز سے ہوتا ہے کبھی اعضاء اور جوارح سے ہوتا ہے اور کبھی لکھنے سے ہوتا ہے۔"[11]

وحی کے اصطلاحی معانی

وحی کا اصطلاحی معانی بیان کرتے ہوئے علامہ زبیدی لکھتے ہیں۔

"بشر کی طرف وحی کرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی اس بشر کو خفیہ طور سے کسی چیز کی خبر دے یا الہام کے ذریعے یا خواب کے ذریعے یا اس پر کوئی کتاب نازل فرمائے۔ جیسے حضرت موسیٰؑ پر کتاب نازل کی تھی یا جس طرح سیدنا حضرت محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا۔ اور یہ سب اعلام (خبر دینا) ہیں۔ اگرچہ ان کے اسباب مختلف ہیں۔"[12]

علامہ بدر الدین عینی وحی کا اصطلاحی معنی یوں بیان کرتے ہیں۔

"اللہ کے نبیوں میں سے کسی نبی پر جو کلام نازل کیا جاتا ہے وہ وحی ہے"[13]

وحی کا اصطلاحی معانی بیان کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

"جو کلمات انبیاء اور اولیاء کی طرف القا کیے جاتے ہیں ان کو بھی وحی کہا جاتا ہے یہ القا کبھی فرشتہ کے واسطہ سے ہوتا ہے جو دکھائی نہیں دیتا اور اس کا کلام سنائی دیتا ہے جیسے حضرت جبرائیلؑ کسی خاص شکل میں آتے ہیں اور کبھی کسی کے دکھائی دیئے بغیر کلام سنا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالی کا کلام سنا اور کبھی دل میں کوئی بات ڈال دی جاتی ہے جیسے حدیث میں ہے جبرائیل نے میرے دل میں بات ڈال دی اس کو نفخ فی الروح کہتے ہیں۔ اور کبھی یہ القا اور الہام کے ذریعے ہوتا ہے۔"[14]

عمدہ القاری میں وحی کا اصطلاحی شرعی معانی یوں مذکور ہے۔

[11] اصفہانی، راغب، المفردات (ایران: مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ، 1342ھ)، ص515۔

[12] زبیدی، محمد مرتضیٰ، تاج العروس (مصر: مطبوعہ المطبعۃ المنیریہ، 1306ھ)، جلد10 ص385۔

[13] عینی، بدر الدین محمود، عمدۃ القاری (مصر: مطبوعہ ادارہ الطباعۃ المنیریہ، 1348)، جلد1 ص14۔

[14] اصفہانی، راغب، المفردات، ص516۔

"اور اصطلاح شرع میں وحی کا معنی ہے۔ اللہ تعالی کا کلام جو اس نے اپنے انبیاء میں سے کسی نبی پر نازل فرمایا۔ اور رسول اس نبی کو کہتے ہیں جس پر کتاب یا صحیفہ نازل کیا گیا ہو اور نبی ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے خبریں دیں خواہ اس کے پاس کتاب نہ ہو۔ رسول کی مثال ہے۔ جیسے حضرت موسیٰؑ اور نبی کی مثال ہے جیسے حضرت یوشعؑ۔"[15]

زیر نظر عنوان حسب ذیل میں غلام احمد پرویز کے وحی خفی کے متعلق اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔

غلام احمد پرویز کے عائد کردہ اعتراضات کا جائزہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)

ذیل میں غلام احمد پرویز کے عائد کردہ اعتراضات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

1. **وحی خفی کا عقیدہ قرآن وسنت کے برعکس ہے۔**

غلام احمد پرویز کے نزدیک وحی خفی کا عقیدہ قرآن وسنت کے برعکس خود ساختہ ہے۔ مذکورہ عقیدے کے بارے قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے۔

تحلیلی و تحریمی امور اور وحی خفی

رسول اللہ ﷺ جس طرح معانی قرآن کے مبین اور معلم ہیں۔ اسی طرح آپ بعض احکام کے شارع بھی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی آپ کی اس حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

"يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ" [16]

رسول اللہ ﷺ ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کو حلال اور حرام کیا۔ قرآن میں کہیں ان کا ذکر نہیں ہے۔ ان کا ذکر صرف احادیث رسول سے ہی ممکن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے شکار کرنے والے درندوں اور پرندوں کو حرام کیا۔ دراز گوش اور حشرات الارض کو حرام کیا۔ اور ہمارے لیے ان احکام کا علم صرف احادیث رسول سے ہی ممکن ہے اور یہ حلال اور حرام کا فعلِ رسول ﷺ اللہ تعالی کی وحی کے تابع ہے۔

---

[15] عینی، بدر الدین محمود، عمدۃ القاری، جلد 1، ص 39۔

[16] الشعرا 37:192۔

تشریعی امور اور وحی خفی

نماز کا حکم نازل ہوا۔ تو اس کی تفصیلات اور جزئیات، تعداد نماز، رکعات نماز، اوقات نماز، ترتیب نماز، اور فرائض و واجبات نماز بذریعہ وحی احکام سکھائے گئے۔ یوں حج اور زکوۃ اور روزہ کی تفصیلات کا حکم احادیث مبارکہ سے ملا۔ گویا یہ سارے معاملات کی تفصیلات بذریعہ وحی میسر آئی اور یہ وحی خفی تھی۔

نماز اور وحی خفی

وحی جلی میں قرآن کریم کے متعدد مقامات پر اقامت صلوٰۃ کا ذکر ہوا لیکن اس کی شکل و صورت وحی خفی نے متعین کی۔ سورہ البقرہ میں ارشاد ہوا۔

"حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى"۔ [17]

نمازوں کی حفاظت کرو۔ اور (خاص کر) نماز وسطی کی۔

نماز کے فرائض و واجبات کا ذکر کہیں مذکور نہیں۔ تعداد رکعات نماز اور تعداد نماز کا ذکر بھی مفقود ہے۔ حدیث مبارکہ میں اس کو "صلوا کما رایتمونی اصلی" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

زکوٰۃ اور وحی خفی

سورہ المعارج میں انفاق کا حکم یوں مذکور ہے۔

"وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ۔لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ"۔ [18]

اور وہ لوگ جن کے اموال میں ایک جانا ہوا (مقرر حصہ) مانگنے اور محروم لوگوں کے لیے مقرر ہے۔

قرآن نے اس انفاق کے حق کو معلوم کہا۔ قرآن لفظ علم کا اطلاق وحی پر کرتا ہے۔ لیکن اس معلوم حق کا ذکر قرآن میں مذکور نہیں۔ البتہ وحی خفی ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ کرنسی، مویشی، سونا، چاندی اور دفینوں پر زکوۃ کی تفصیلات وحی خفی میں مذکور ہے۔

اذان کی شروعات اور وحی خفی

قرآن ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ اذان کا قیام بھی وحی خفی کی بدولت ہی ہوا۔ سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے۔

"وَاِذَانَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ"۔ [19]

---

[17] البقرۃ 2:238۔

[18] المعارج 70:24-26۔

اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو (اذان) تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو بالکل عقل نہیں رکھتے۔

اذان کے ساتھ ہنسی اور کھیل کی مذمت کی گئی ہے اور ان لوگوں کو بے وقوف کہا گیا ہے لیکن اذان کے اجزاء کے متعلق قرآن کی کسی آیت میں ذکر نہیں ہے گویا اذان کا اجراء وحی خفی کے ذریعے ہوا۔

نماز جنازہ کی مشروعیت اور وحی خفی

یوں ہی نماز جنازہ کے بارے قرآن کریم ہماری رہنمای کرتا ہے کہ وہ بھی وحی خفی کے ذریعے باذن اللہ شروع ہوا۔ سورۃ توبہ میں یوں مذکور ہے۔

"وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا"۔ [20]

اور ان میں سے کوئی مر جائے تو اس پر کبھی نماز (جنازہ) نہ پڑھیے۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ اس آیت سے قبل ہی نماز جنازہ شروع ہو چکی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ اموات کے جنازے پڑھایا کرتے تھے اور قرآن کی کسی آیت میں شروع جنازہ کا حکم نہیں آیا۔ یہ عمل بھی وحی خفی کے ذریعے شروع ہوا۔

اطاعت رسول کا مصدر خفی

قرآن کریم نے رسول کریم ﷺ کی اطاعت کو ہی ہدایت کا مرکز قرار دیتے ہوئے سورہ النور میں فرمایا۔

"وَاِنۡ تُطِيۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا‌ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ" [21]

اگر تم رسول کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور رسول کے ذمہ تو یہی بات ہے کہ وہ انہیں واضح طور پر بات پہنچا دے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے اطاعت رسول کو مرکز و مصدر ہدایت قرار دیا ہے اور وحی خفی اطاعت رسول ﷺ کا مصدر و منبع ہے۔ آیات قرآنی کے تحقیقی مطالعہ سے عیاں ہوا کہ وحی خفی کا عقیدہ قرآن کا بیان کردہ ہے۔

وحی خفی کی اہمیت از روئے حدیث

احادیث مبارکہ سے وحی خفی کا تحقیقی جائزہ لینے کی کوشش کی جاتی ہے تا کہ اس کی شرعی حیثیت تک رسائی حاصل کی جائے۔ وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی۔ عروہ بن زبیر حضرت عائشہؓ سے سچے خوابوں کے بارے نقل کرتے ہیں۔

---

[19] المائدہ 5:58۔

[20] التوبہ 9:84۔

[21] النور 24:54۔

"حضرت عروہ بن زبیر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلے وحی کی جو ابتداء کی گئی وہ نیند میں (دکھائے ہوئے) سچے خواب تھے۔ آپ جو خواب دیکھتے تھے روشن صبح کی مثل اس کی تعبیر آجاتی تھی۔ پھر آپ کی طرف تنہائی کی محبت ڈالی گئی۔ آپ غار حرا تنہائی میں جاتے۔ اور گھر لوٹنے سے پہلے وہاں کئی کئی راتیں عبادت کرتے۔ آپ وہاں قیام کے لیے کھانے کی چیزیں لے جاتے تھے۔ پھر آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آتے تو پھر آپ اسی طرح کھانے کی چیزیں لے لیتے۔ حتی کہ آپ کے پاس وحی آگئی، اس وقت آپ غار حراء میں تھے۔"[22]

یہ سچے خواب وحی خفی کہلاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشاد میں اپنی اطاعت کرنے والے کو جنت کی نوید سنائی اور نہ کرنے والوں کو جہنم کی وعید سناتے ہوئے فرمایا۔

"كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى۔ "قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَنْ يَأْبَى قَالَ: "مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى۔"[23]

"میری تمام امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جو جنت میں جانے سے انکار کردے۔ صحابہ نے پوچھا کہ جنت میں جانے سے کون انکار کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا جنت میں جانے سے انکار کر دیا"۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت کے احیاء پر جنت کی نوید سناتے ہوئے فرمایا۔

"مَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ"[24]

"جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا"۔

جنت کا تعلق وحی کے ساتھ ہے جو ضروریات دین میں سے ہے۔ آپ کی سیرت طیبہ وحی خفی کے تابع ہے اس لیے آپ کی سنت کو یہ درجہ حاصل ہے کہ دخول جنت کا باعث ہے۔ احادیث مبارکہ کے تحقیقی مطالعہ سے عیاں ہوا کہ وحی خفی کا عقیدہ شرعی ہے۔

---

[22] المسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، باب بداء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث 160، جلد 1، ص 260۔

[23] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث 7280، جلد 6، ص 91-490۔

[24] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، باب ما جآ فی اخذ با لسنة واجتناب البدع، رقم الحدیث 2678، جلد 2، ص 444۔

2. قرون اولی میں عقیدہ وحی خفی کا اصلاً وجود نہ تھا۔

غلام احمد پرویز نے وحی خفی کے نظریے پر نقد کرتے ہوئے لکھا کہ حدیث کے اولین لٹریچر میں اس اصطلاح کا کوئی پتہ یا نشان نہیں ملتا۔ قرآن و سنت کو سمجھنے کے لیے اصطلاحات تو یقیناً بعد کے دور میں وضع کی گئی لیکن وحی خفی کے اثبات پر روایات دور نبوت سے ہی موجود ہیں۔ احادیث میں تو بہت سارے مقامات پر حضور اکرم ﷺ کے پاس جبرائیل کے آنے کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ مثلاً حدیث جبرائیل جس میں جبرائیلؑ نے سوال وجواب کی صورت میں حضور اکرم ﷺ سے مکالمہ کیا بعد میں آپ نے صحابہ کو بتایا کہ یہ جبرائیل تھے جو آپ کو دین سکھانے کے لیے آتے تھے۔ اس طرح جبرائیل کا دو دن متواتر آکر رسول اللہ ﷺ کو پانچوں نمازیں پڑھانا اور اس بات سے آگاہ کرنا کہ نمازوں کے اوقات یہ ہیں۔ وحی خفی کی واضح دلیل ہے۔ کیوں کہ ان کا ذکر قرآن میں نہیں۔

عہد رسالت میں وحی خفی

آپ ﷺ نے تبلیغ و اشاعت حدیث اور حفظ و تدوین حدیث کے لیے ارشاد فرمایا۔

"نَضَّرَ اللَّهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاہَا، ثُمَّ بَلَّغَہَا عَنِّي، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ ہُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ."[25]

اللہ تعالی اس بندے کو تر و تازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اسے یاد کیا اور اسے آگے ادا کیا۔ پس کئی حاملین علم غیر فقیہ ہوتے ہیں اور کئی اپنے سے زیادہ فہم والوں کو علم پہنچاتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں حدیث و سنت کی حفاظت کا حکم وحی کی کتاب و حفاظت کے مثل قرار دیا گیا ہے۔ گویا اس حدیث میں حدیث کو وحی خفی کا درجہ عطا کر دیا گیا۔ وحی خفی پر عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت قوی شہادت ہے۔ جس کو امام ابو داود یوں نقل کرتے ہیں۔

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَنَہَتْنِي قُرَيْشٌ، وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا؟ فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَوْمَأَ بِأُصْبُعِهِ إِلَى فِيهِ فَقَالَ: " اكْتُبْ؛ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ"۔[26]

---

[25] ابو داود، سلیمان بن اشعث، السنن، باب حفظ العلم، رقم الحدیث 3660، جلد 3، ص 56-855۔

[26] ابو داود، سلیمان بن اشعث، السنن، باب فی کتابة العلم، رقم الحدیث 3664، جلد 3، ص 49-848۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں یاد کرنے کے خیال سے رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہر بات لکھ لیتا تھا۔ بعض لوگوں نے مجھے منع کیا اور کہا تم رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہر بات لکھ لیتے ہو۔ حالاں کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایک بشر ہیں۔ آپ کبھی خوش ہوتے ہیں اور کبھی ناراض، یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے میں نے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ لکھا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔

آپ ﷺ نے اپنی ہر بات کو حق قرار دے کر وحی خفی کا درجہ عطا کر دیا۔ یہ احادیث مبارکہ وحی خفی پر دلالت کرتی ہیں۔ احادیث مبارکہ کے تحقیقی مطالعہ سے عیاں ہوا کہ وحی جلی یعنی قرآن کریم کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ کی ذات پر وحی خفی کا نزول ہوا۔ آپ ﷺ نے اسی لیے حدیث مبارکہ کو لکھوانے کا اہتمام فرمایا اور اپنی اطاعت کو دخول جنت کے لیے واجب قرار دیا۔

جبرائیل امین کا نزول قرآن کے بغیر بارگاہ نبوت میں آنا، اذان کا مشروع ہونا، قرآن کے علاوہ زبان رسالت سے اشیاء کا حرام ہونا، تعداد رکعات نماز کے علاوہ بیسیوں مسائل کا زبان رسالت سے ثابت ہونا اثبات وحی خفی کی دلیل ہے۔

3. یہود سے تراشیدہ (کتابت وحی خفی اور عدم کتابت)

غلام احمد پرویز کے خیال میں ایک قسم کی وحی کو یہود لکھتے اور دوسری قسم کی وحی روایتاً آگے منتقل کرتے ہمارے ہاں بھی یہی عقیدہ یہود سے درآیا۔ کہ یہودیوں کا عقیدہ یہ تھا ایک قسم کی وحی لکھی جاتی ہے۔ اور دوسری لکھنے کے قابل نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ ان یہودیوں نے دوسری قسم کی وحی کو لکھا تھا یا نہیں؟ عقیدہ کے مطابق تو نہ لکھنا چاہیے تھا۔ لیکن حقائق یہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے دوسری قسم کی وحی بھی لکھی ہوئی تھی۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ایسا عقیدہ نہیں تھا۔ ورنہ وہ اپنے عقیدے کے خلاف کیسے کر سکتے تھے۔ یہود کے مقابلے میں وحی کے بارے مسلمانوں کا عقیدہ کیا تھا۔ اس مذکورہ اعتراض کا تحقیقی جواب امام رازی کی "تفسیر کبیر" کتابت تورات کے متعلق یوں مذکور ہے۔

"اس کے بعد فرمایا تم نے اس کے الگ الگ کاغذ بنا لیے تم ان کو ظاہر کرتے ہو اور ان میں سے اکثر حصہ کو چھپا لیتے ہو۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہر کتاب کو کاغذوں میں محفوظ کیا جاتا ہے تو اگر یہود نے تورات کو کاغذوں میں محفوظ کر لیا تھا تو ان کی مذمت کس وجہ سے کی جا رہی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

ان کی مذمت کاغذوں میں محفوظ کرنے کی وجہ سے نہیں ہے۔ بل کہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کتاب کے دو حصے کر دیئے تھے ایک لوگوں پر ظاہر کرتے تھے اور اس کا اکثر حصہ چھپا لیتے تھے۔"[27]

تفہیم القرآن میں سید مودودی تورات کی کتابت کے بارے یوں رقم طراز ہیں۔

"دراصل تورات سے مراد وہ احکام ہیں جو حضرت موسیٰؑ کی بعثت سے لے کر ان کی وفات تک تقریباً چالیس سال کے دوران میں ان پر نازل ہوئے۔ ان میں سے دس احکام تو وہ تھے جو اللہ تعالیٰ نے پتھر کی لوحوں پر کندہ کر کے انہیں دیئے تھے۔ باقی ماندہ احکام کو حضرت موسیٰؑ نے لکھوا کر اس کی 12 نقلیں بنی اسرائیل کے 12 قبیلوں کو دے دی تھیں اور ایک نقل بنی لاوی کے حوالے تھی تاکہ وہ اس کی حفاظت کریں۔ اسی کتاب کا نام "تورات" تھا یہ ایک مستقل کتاب کی حیثیت سے بیت المقدس کی پہلی تباہی کے وقت تک محفوظ تھی۔ اس کی ایک کاپی جو بنی لاوی کے حوالے کی گئی تھی۔ پتھر کی لوحوں سمیت عہد کے صندوق میں رکھ دی گئی تھی اور بنی اسرائیل اس کو "توریت" ہی کے نام سے جانتے تھے"۔[28]

کتابت تورات کے بارے امین احسن اصلاحی اپنی تحقیق کو نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"عام طور پر سمجھا گیا ہے کہ الواح میں صرف مشہور احکام عشرہ ہی درج ہوئے لیکن یہ بات کچھ صحیح نہیں معلوم ہوتی اور ہم نے کتاب خروج سے جو حوالے نقل کیے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تختیاں دو تھیں اور دونوں اپنے دونوں جانب سے بھری ہوئی تھیں۔ علاوہ ازیں تورات کے مذکورہ مقام پر بہت سی دوسری تفصیلات بھی ہیں جو جماعتی تنظیم و تشکیل سے تعلق رکھتی ہیں اور ان کی نوعیت ایسی ہے کہ اس مرحلہ میں بنی اسرائیل کو ان سے آگاہ ہونا ضروری تھا۔ پھر یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ قرآن نے تورات کی طرح صرف دو ہی تختیوں کا ذکر نہیں کیا ہے بل کہ الواح کا لفظ استعمال کیا ہے۔"[29]

کتابت تورات کے بارے جاوید احمد غامدی اپنی تحقیق کو یوں نقل کرتے ہیں۔

"یہود نے تورات اس شکل میں جمع نہیں کی تھی جس شکل میں مسلمانوں نے قرآن کو مابین الدفتین جمع کیا۔ بل کہ انھوں نے اس کو مختلف اجزاء میں تقسیم کر لیا تھا اور ہر جزو کو الگ الگ قلم بند کیا تھا۔ اس طرح ان کو اس کی ان تعلیمات اور پیشین گوئیوں کے چھپانے کا آسانی سے موقع مل جاتا تھا جن کو وہ اپنی

---

[27] رازی، محمد بن عمر، تفسیر کبیر (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1415ھ)، جلد پنجم، ص63۔

[28] ابوالاعلیٰ، مودودی، تفہیم القرآن، جلد 1، ص 231۔

[29] اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، جلد سوم، ص363-364۔

خواہشات اور مصالح کے خلاف پاتے۔ جب ایک کتاب کے اجزا الگ الگ کر اسوں کی شکل میں ہوں اور اس پر اجارہ داری بھی مخصوص ایک گروہ کی ہو تو وہ بڑی آسانی سے یہ کر سکتا ہے کہ اس کے جس جزو کو چاہے اپنے مخصوص حلقے سے باہر کے لوگوں کے علم میں ہی نہ آنے دے۔"[30]

محققین کی تحقیقی آراء سے عیاں ہوا کہ یہود کی ساری وحی لکھی ہوئی تھی اور پرویز کا یہ اعتراض باطل ہے کہ یہود ایک قسم کی وحی کو لکھتے اور ایک قسم کی وحی کو نہ لکھتے۔ جب کہ مسلمان دونوں قسم کی وحی کی کتابت کرتے تھے۔

4. وحی خفی کی تائید میں حدیث وضع کی گئی

غلام احمد پرویز کے نزدیک وحی خفی کی تائید کے لیے ایک حدیث کو وضع کیا گیا ہے۔ موصوف نقد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ وحی کی مذکورہ بالا دو اقسام کی سند کے لیے ایک روایت وضع کی گئی جس میں کہا گیا کہ

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے الکتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل کچھ اور (مثلہ معہ) یاد رکھو! عنقریب ایک شخص جس کا پیٹ بھرا ہو گا اپنے تخت پر بیٹھا کہے گا کہ تم اس قرآن کو لازم پکڑو۔ جو کچھ اس میں حلال پاو اسے حلال سمجھو اور جو کچھ اس میں حرام پاو اسے حرام سمجھو۔"[31]

غلام احمد پرویز کے اس اعتراض کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ مذکورہ حدیث موضوع ہے یا کہ صحیح حدیث مبارکہ ہے اور صحاح ستہ میں مذکور ہے یا نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے وحی خفی کی تصدیق اپنی زبان اقدس سے کی۔ اس حدیث کو سنن ابو داود میں یوں نقل کیا ہے:

"أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ، فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ، وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ، أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ، وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ، وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ، إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا"[32]

لوگو یاد رکھو مجھے قرآن اور اس کی مثل ایک اور چیز دی گئی ہے۔ خبر دار ایک وقت آئے گا۔ ایک پیٹ بھرا اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو گا اور کہے گا۔ لوگو تمہارے لیے قرآن ہی کافی ہے اس میں جو چیز حلال ہے بس وہی حلال ہے اور جو چیز حرام ہے بس وہی حرام ہے سنو۔ گھریلو گدھا بھی تمہارے لیے

---

[30] غامدی، جاوید احمد، البیان، جلد دوم، ص64۔

[31] پرویز، غلام احمد، تصوف کی حقیقت، ص52۔

[32] ابو داود، سلیمان بن اشعث، السنن، باب فی لزوم السنہ، رقم الحدیث 7404، جلد 4، ص503۔

حلال نہیں۔(حالاں کہ قرآن میں اس کی حرمت کا ذکر نہیں)نہ ہی درندے جن کی کچلیاں ہیں نہ ہی کسی ذمی کی گری ہوئی چیز کسی کے لیے حلال ہے ہاں البتہ اگر اس کے مالک کو اس کی ضرورت ہی نہ ہو تو پھر جائز ہے۔

حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حدیث رسول بھی احکام واوامر میں مثل قرآن ہے نبی ﷺ جو باتیں قرآن میں نہیں ان کو تشریعی حیثیت میں بیان کرتے ہیں۔امام خطابی حجیت وحی خفی کو حدیث مذکورہ سے ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"في الحديث دلالة على أنه لا حاجة بالحديث إلى أن يعرض على الكتاب؛ فإنه مهما ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان حجة بنفسه."فأما ما رواه بعضهم إنه قال: "إذا رُوِيَ عنِّي حَديثٌ فاعرِضوه على كِتابِ اللهِ، فإذا و افَقَه فاقبَلوه، وإنْ خالَفَه فرُدُّوه"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حدیث کو کتاب قرآن مجید پر پیش کرنا ضروری نہیں ہے اور جب بھی نبی کریم ﷺ سے حکم ثابت ہو گیا، وہ آپ ﷺ کا حکم فی نفسہ حجت ہے۔جہاں تک اس روایت کا معاملہ ہے کہ جس میں بیان ہوا کہ جب کوئی حدیث ملے تو اسے کتاب اللہ پر پیش کیا جائے وہ روایت باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔[33]

حلال وحرام میں حجت حدیث وسنت کے بارے امام شوکانی لکھتے ہیں۔

"علم انه قداتفق من يعتدبه من اهل العلم على ان السنة المطهرة مستقله بتشريع الاحكام و انها كالقرآن فى تحليل الحلال وتحريم الحرام"

اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ سنت احکام کے اثبات اور شریعت میں مستقل اصول ہے حلال وحرام کے احکام میں قرآن مجید کی مانند ہے۔[34]

ابو بکر الجصاص وحی خفی کی شرعی حیثیت کے بارے لکھتے ہیں۔

"لیکن اگر کوئی بات خبر متواتر کے ذریعے حضور ﷺ سے منقول ہو تو اس کی بناء پر قرآن کے حکم کی تحقیق بل کہ نسخ بھی درست ہے ارشاد باری ہے۔(ما اٰتکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا۔ترجمہ:رسول جو حکم تمہیں دے اسے قبول کر لو اور جس بات سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ)اس لیے جس حکم کے بارے میں ہمیں یہ یقین ہو کہ یہ حضور ﷺ کا فرمان ہے تو ایجاب حکم کے لحاظ سے اس کی حیثیت

---

[33] عظیم آبادی، شمس الحق، عون المعبود شرح سنن ابو داود(ملتان،:نشر السنہ، س،ن)، جلد4ص329۔

[34] الشوکانی، محمد بن علی، ارشاد الفحول(مصر:مکتبہ مصطفی الحلبی واورادہ، الطبعۃ الاولی)،1356، ص31۔

قرآن کے حکم کی طرح ہوتی ہے اس لیے اس کے ذریعے قرآن کے حکم کی تخصیص بل کہ اس کا نسخ بھی جائز ہوتا ہے۔"[35]

مطلوبہ حدیث اور جامع ترمذی

غلام احمد پرویز جس حدیث کو موضوع قرار دیتے ہیں۔ امام ترمذی نے اس کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

"أَلَا ہَلْ عَسَى رَجُلٌ يَبْلُغُهُ الْحَدِيثُ عَنِّي وَہُوَ مُتَّكِءٌ عَلَى أَرِيكَتِهِ، فَيَقُولُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ، فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَلَالًا اسْتَحْلَلْنَاهُ، وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَرَامًا حَرَّمْنَاهُ، وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللَّه"[36]

خبر دار۔ عنقریب کسی شخص کو میری حدیث پہنچے گی۔ اور وہ اپنی مسند پر ٹیک لگائے ہوا ہو گا۔ تو وہ کہے گا۔ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب موجود ہے اس میں ہم جس چیز کو حلال پائیں گے اسے حلال سمجھیں گے اور جس چیز کو حرام پائیں گے اسے حرام سمجھیں گے۔ خبر دار۔ رسول اللہ ﷺ نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے وہ اسی طرح حرام ہے جس طرح اللہ کی حرام کردہ چیز۔

حدیث وحی خفی کے حوالہ جات

مطلوبہ حدیث مبارکہ کو محدثین نے صحیح الاسناد والمتن قرار دیا ہے۔

سنن ابو داود جلد4ص328۔ جامع الترمذی مع تحفۃ جلد3ص374۔ سنن ابن ماجہ جلد1ص6۔ سنن دار قطنی جلد4ص287۔ سنن الکبری بیہقی جلد9ص332۔ مسند احمد جلد4ص130۔ جامع بیان العلم و فضلہ لابن عبدالبر جلد2ص190۔ تفسیر قرطبی جلد1ص37۔ الکفایۃ فی علم الروایۃ لخطیب بغدادی ص8۔ لسان المیزان لابن حجر جلد1ص3۔ حجۃ اللہ البالغہ لشاہ ولی اللہ الدہلوی جلد1ص420۔

تجزیہ

غلام احمد پرویز وحی خفی تائید والی حدیث کو موضوع کہتے ہیں حالاں کہ متعدد کتب صحیح میں یہ روایت بسند صحیح کے ساتھ نقل کی گئی۔ غلام احمد پرویز کے نزدیک وحی خفی کی دونوں اقسام خود ساختہ ہیں اس پر مفصل کلام گزر چکا ہے یہاں مذکورہ عنوان کے تحت موصوف کی کتب سے تائید نقل کی جاتی ہے۔

---

[35] الجصاص، احمد بن علی، احکام القرآن، مترجم مولانا عبدالقیوم (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، 1999)، ص77۔

[36] **الترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن**، باب ما نهى عنه ان يقال عند حديث النبیﷺ رقم الحدیث2664، جلد2، ص433۔

کتاب پرویز اور وحی خفی کی تائید

غلام احمد پرویز کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ وہ عملی طور پر وحی خفی کا انکار کرتا ہے۔ اور غیر شعوری طور پر وحی خفی کی حقیقت کو تسلیم کرتا ہے۔ موصوف "تصوف کی حقیقت" میں وحی خفی کی تائید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"تمسک بالجماعت کی اہمیت کے سلسلہ میں حضور ﷺ کے ارشادات گرامی کتب روایات میں درخشندہ موتیوں کی طرح بکھرے ملتے ہیں۔ مثلاً حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں۔ جن کا حکم مجھے اللہ تعالی نے دیا ہے۔ جماعت، سمع، اطاعت، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ۔"[37]

غلام احمد پرویز نے تمسک بالجماعت کو حکم الٰہی قرار دیا ہے۔ اور یہ حکم دراصل وحی خفی پر مشتمل ہے۔

الہام پر ناقدین تصوف کے نقد کا جائزہ

ناقدین تصوف نے صوفیا پر نقد کرتے ہوئے الہام اور کشف کو اپنے نقد کا موضوع بنایا ہے۔ ان کے نزدیک صوفیا کشف والہام کے ذریعے ختم نبوت میں نقب زنی کرتے ہیں۔ ناقدین تصوف کی آراء کا تحقیقی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

الہام کے متعلق ناقدین تصوف کی آراء کا مطالعہ

غلام احمد پرویز کے نزدیک تصوف کی بنیاد الہام کے عقیدے پر رکھی گئی موصوف نے وحی خفی کے ساتھ ساتھ الہام کے نظریے پر نقد کیا ہے۔ اس کے خیال میں نبوت ورسالت کے اختتام کے ساتھ ہی وحی والہام کا بھی اختتام ہو گیا۔ اس وحی خفی کے عقیدے کو تصوف کی بنیاد قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"وحی کی ان دونوں قسموں میں فرق نہ کرنے کے باوجود ایک عقیدہ یہ بھی وضع کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ پر وحی جلی تو بالفاظہ نازل ہوتی تھی لیکن وحی خفی کو صرف خیالات کی شکل میں القاء کیا جاتا تھا۔ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے اپنے ہوتے تھے۔ اس اعتبار سے اس وحی کو الہام کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے اور یہی الہام ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ تصوف کی بنیاد قرار پایا۔"[38]

---

[37] پرویز، غلام احمد، تصوف کی حقیقت، ص236۔

[38] پرویز، غلام احمد، تصوف کی حقیقت، ص53۔

اس تشکیک کے بعد فکر تصوف میں مزید ترقی ہوئی انہوں نے اس تصوف کو عجمی سازش کے زریعے ختم نبوت میں نقب قرار دے دیا۔ موصوف کے خیال میں صوفیہ ختم نبوت کی مہر کو توڑنے والے ہیں۔ ان خیالات کا ظہار انہوں نے یوں کیا۔

"یہ رہا تصوف کا فنی پہلو لیکن اس کی اصل و بنیاد اس دعوی پر استوار کی جاتی ہے کہ اس سے خدا سے ہم کلامی حاصل ہو جاتی ہے قرآن کریم سے میں نے اس حقیقت کو بھی سمجھ لیا، کہ خدا سے ہم کلامی صرف حضرات انبیاء کرام کو حاصل تھی (وحی کہا جاتا ہے) اس کا سلسلہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات پر ختم ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد خدا سے ہم کلامی کا تصور ختم نبوت کی مہر توڑنے کا نہایت غیر محسوس اور بظاہر معصوم سا طریقہ ہے اور عجمی سازش کا نتیجہ "۔[39]

احسان الٰہی ظہیر صوفیا کے تصورِ کشف والہام پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"شیعیہ اور صوفی دونوں حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کے اجراء پر متفق ہیں۔ اسی طرح ان دونوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ختمی مرتبت کے بعد بھی وحی نازل ہوتی ہے فرشتے آتے ہیں۔ اللہ تعالی ان سے کلام کرتے ہیں۔"[40]

وحی اور الہام کے بارے سید مودودی "تفہیم القرآن" میں لکھتے ہیں۔

"وحی کے لغوی معنی ہیں خفیہ اور لطیف اشارے کے جسے اشارہ کرنے والے اور اشارہ پانے والے کے سوا کوئی اور محسوس نہ کر سکے۔ اسی مناسبت سے یہ لفظ القاء (دل میں بات ڈال دینے) اور الہام (مخفی تعلیم و تلقین) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اللہ تعالی اپنی مخلوق کو جو تعلیم دیتا ہے وہ چوں کہ کسی مکتب و درس گاہ میں نہیں دی جاتی۔ بل کہ ایسے لطیف طریقوں سے دی جاتی ہے کہ بظاہر کوئی تعلیم دیتا اور کوئی تعلیم نظر نہیں آتا۔ اس لیے اس کو قرآن میں وحی، الہام اور القاء کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اب یہ تینوں الفاظ الگ الگ اصطلاحوں کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ لفظ وحی انبیاء کے لیے مخصوص ہو گیا ہے الہام کو اولیاء اور بندگان خاص کے لیے خاص کر دیا گیا ہے اور القاء نسبۃً آسان ہے۔"[41]

امین احسن اصلاحی کشف والہام کے متعلق رقم طراز ہیں۔

---

[39] پرویز، غلام احمد، شاہکار رسالت (لاہور: طلوع اسلام ٹرسٹ، 2007)، ص 41۔

[40] ظہیر، احسان الٰہی، تصوف تاریخ و حقائق (لاہور: ادارہ ترجمان السنہ، 2010)، ص 14۔

[41] ابو الاعلیٰ، مودودی، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1998)، جلد پنجم، ص 551۔

"علم شریعت کی بنیاد وحی پر ہے اور وحی میں کسی وہم، کسی وسوسہ، کسی نفسانی خیال آرائی اور کسی شیطانی وراندازی کا کوئی امکان نہیں ہے کیوں انبیاء بالکل معصوم ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس جس علم کی بنیاد وجدان اور کشف و مشاہدہ یا الہام وغیرہ پر ہو اس میں ہر قسم کی شیطانی اور نفسانی مداخلت کا امکان ہوتا ہے کیوں کہ بڑے بڑے عارف اور کسی بڑے سے بڑے صوفی کے متعلق بھی عصمت کا دعوی نہیں کیا جاسکتا۔"[42]

ڈاکٹر اسرار احمد الہام کے متعلق "بیان القرآن" میں یوں رقم طراز ہیں۔

"البتہ فرشتے کے بغیر وحی یعنی دل میں کسی بات کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست ڈال دیا جانا یعنی "الہام" کا ذکر بھی حضور ﷺ نے کیا ہے اور اس کے لیے حدیث میں "نفث فی الروع" کے الفاظ بھی آئے ہیں یعنی کسی نے دل میں کوئی بات ڈال دی کسی نے پھونک ماردی۔ بغیر اس کے کہ کوئی آواز سننے میں آئی ہو۔"[43]

جاوید احمد غامدی صوفیا کے الہام کے متعلق نظریہ پر نقد کرتے ہوئے "البیان" میں لکھتے ہیں۔

"نبی ﷺ نے اسی بنا پر نہایت واضح اور قطعی الفاظ میں بار بار اعلان فرمایا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے بل کہ اس سے آگے یہ بات بھی آپ نے واضح کر دی ہے کہ آپ پر نبوت کا منصب ہی ختم نہیں ہوا۔ اس کی حقیقت بھی ختم ہو گئی ہے۔ لہذا اب کسی شخص کے لیے یہ وحی و الہام کا امکان ہے نہ مخاطبہ اور مکاشفہ کا، ختم نبوت کے بعد اس طرح کی سب چیزیں ہمیشہ کے لیے ختم کر دی گئی ہیں۔"[44]

جاوید احمد غامدی صوفیا کے الہام کے متعلق نظریہ پر نقد کرتے ہوئے "برھان" میں لکھتے ہیں۔

"اہل تصوف کے دین میں یہ سب چیزیں اب بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔ ان کے نزدیک وحی اب بھی آتی ہے فرشتے اب بھی اترتے ہیں۔ عالم غیب کا مشاہدہ اب بھی ہوتا ہے۔ ان کے اکابر اللہ کی ہدایت اب بھی

---

[42] اصلاحی، امین احسن، تزکیہ نفس (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 2013)، ص66۔

[43] ڈاکٹر، اسرار احمد، بیان القرآن، جلد اول، ص20۔

[44] غامدی، جاوید احمد، البیان، جلد چہارم، ص145۔

وہی سے پاتے ہیں۔ جہاں سے جبریل اسے پاتے تھے اور جہاں سے یہ کبھی اللہ کے نبیوں نے پائی تھی۔"[45]

سید مودودی، امین احسن اصلاحی اور ڈاکٹر اسرار احمد ختم نبوت کے بعد بھی کشف والہام کے قائل ہیں۔ جب کہ غلام احمد پرویز، احسان الٰہی ظہیر اور جاوید احمد غامدی ختم نبوت کے ساتھ ہی کشف والہام اور وحی کے اختتام کے قائل ہیں۔ اب کسی شخص کی الہام اور کشف تک رسائی ممکن نہیں۔ نقد الہام کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

مسئلہ تحقیق: الہام کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

زیر نظر عنوان میں الہام کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا۔ تحقیق اس بات کی کی جائے گی کہ الہام وحی سے علیحدہ چیز ہے یا وحی ہی کا دوسرا نام الہام ہے۔

الہام کی لغوی واصطلاحی تعریف

سورہ الشمس کی آیت "**فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا**"[46] کی تفسیر میں علامہ غلام رسول سعیدی لفظ الہام کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "آیت میں الہام کا لفظ ہے اس کا اصل معنی ابلاغ اور پہنچانا ہے اور عرف میں اس کا معنی ہے اللہ تعالی کا کسی چیز کو بندے کے دل میں ڈالنا یعنی اللہ تعالی نے بندے کے دل میں ڈال دیا کہ فلاں فلاں کام برا ہے اور اس کے دل میں یہ بھی ڈال دیا کہ بُرے کاموں سے بچنے کا طریقہ کیا ہے"۔[47]

علامہ تفتازانی نے الہام کا معنی یوں بیان کیا ہے۔

> "دل میں بہ طریق فیضان کسی معنی کو ڈالنا یہ الہام ہے۔"[48]

---

[45] غامدی، جاوید احمد، برھان، ص 193۔

[46] الشمس 91:8۔

[47] سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن (لاہور: مطبوعہ فرید بک سٹال، 2012)، جلد دوئم، ص 767۔

[48] تفتازانی، مسعود، شرح عقائد نسفی (ایران: مطبوعہ منشورات الشریف، الرضی، 1409)، ص 18۔

گویا الہام وہ چیز ہے کہ جو بطور فیض دل میں القاء کی جاتی ہے اور یہ آیت قرآنی سے استدلال اور کسی دلیل میں غور وفکر کے بغیر عمل کا تقاضا کرتی ہے۔ الہام کی دو قسمیں ہیں۔ ۱) وہ الہام جو اللہ تعالی کی طرف سے ہوتا ہے۔ ۲) وہ الہام جو فرشتوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں الہام کا تحقیقی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

الہام قرآن کی روشنی میں

قرآن کے بیان کردہ حضرت مریم کے قصہ میں اللہ تعالی نے بغیر کسی واسطہ کے سیدہ مریم کو الہام کیا۔

"وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا"۔[49]

اور ہلاو اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں کھاو اور (ٹھنڈا پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔

اللہ تعالی نے حضرت مریم سے یہ خطاب آپ کے دل میں القاء اور الہام سے کیا، یوں ہی ایک الہام اللہ تعالی نے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی طرف کیا۔ ارشاد ہوا۔

"وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ج فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ج اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ"۔[50]

اور موسیٰ کی والدہ کی طرف الہام کیا کہ اسے (بلاخوف وخطر) دودھ پلاتی رہ۔ پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا۔ یقینا ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔

مذکورہ آیت مقدسہ میں لفظ وحی خفی و الہام کے معانی میں مستعمل ہے حضرت موسی کی والدہ نبیہ نہیں بل کہ سچی مومنہ اور ولیہ تھی۔ ان سے اللہ تعالی نے الہام کیا۔ جو اللہ تعالی نے انبیاء پر وحی خفی کی اس کا ذکر سورۃ الشوری میں یوں مذکورہ ہے۔

"وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ"۔[51]

اور کوئی بشر اس لائق نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے جو اس کے حکم سے وہ پہنچائے جو اللہ چاہے۔

---

[49] مریم 19:25-26۔

[50] قصص 28:7۔

[51] الشوری 42:51۔

یوں ہی اشارہ کے معنی میں وحی خفی والہام کو سورہ مریم میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

"فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا"۔ [52]

سوز کریا اپنی قوم کے سامنے (عبادت کے) حجرہ سے باہر نکلے پس ان کی طرف اشارہ کیا کہ تم صبح اور شام (اللہ) کی تسبیح کرو۔

اور کبھی القاء تسخیر کے معنی میں وحی خفی والہام کا لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے سورۃ النحل میں ہے۔

"وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ"۔ [53]

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ ڈال دیا کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور ان چھپروں میں گھر بنا جنہیں لوگ اونچا بناتے ہیں۔

اور کبھی وحی کا لفظ خفیہ طریقے سے بات کرنے کے معانی میں استعمال ہوتا ہے سورہ الانعام میں یوں ذکر کیا گیا۔

"وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا"۔[54]

اور اس طرح ہم نے سرکش انسانوں اور جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنا دیا جو خفیہ طور پر ملمع کی ہوئی جھوٹی بات (لوگوں کو) دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے کو پہنچاتے ہیں۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے عیاں ہوا کہ وحی خفی کی بنیادیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ متعدد آیات وحی خفی کی تائید کرتی ہیں۔ ملائکہ کی طرف سے الہام فرشتہ بلاواسطہ انسان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ سورہ آل عمران میں اس الہام کا تذکرہ یوں مذکور ہے۔

"وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ"۔[55]

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم۔ اللہ تعالی نے تمہیں چن لیا ہے اور خوب پاک کر دیا ہے۔ اور تجھے سارے جہاں کی عورتوں سے پسند کیا ہے۔

---

[52] مریم 23:11۔

[53] النحل 16:68۔

[54] الانعام 6:112۔

[55] آل عمران 3:42۔

نبوت ورسالت مردوں کے لیے خاص ہے سیدہ مریم نبیہ نہیں لیکن ولیہ ہے۔ان سے حضرت جبرائیل کا ہم کلام ہونا الہام ہے۔نیک بندوں سے جبرائیل نے شرف ملاقات بخشا۔یوں ہی حم السجدہ میں اولیاء اللہ سے فرشتوں کی ہم کلامی کا ذکر ہے۔

"اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ۔نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ"۔[56]

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا۔ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹ گئے تو ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے (انہیں کہتے ہیں) نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔ تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا اور آخرت کی زندگی میں تمہارے دوست ہیں۔

امام رازی اس آیت مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یہ جو فرمایا ہے کہ فرشتے مومنین کے لیے اولیاء ہوں (مددگار) گے۔ ان کا معنی یہ ہے کہ فرشتے مومنوں میں الھامات، مکاشفات یقینہ اور مقامات حقیقیہ کی تاثیرات کرتے ہیں۔ جس طرح شیاطین ارواح میں وسوسہ اندازی کرتے ہیں اور باطل خیالات کا القاء کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ فرشتے متعدد جہات سے ارواح طیبہ طاہرہ کی مدد کرتے ہیں جس کا ارباب مکاشفات اور اصحاب مشاہدات کو علم ہوتا ہے۔ پس فرشتے یہ کہتے ہیں جس طرح ان کی مدد دنیا میں مومنوں کو حاصل تھی۔ اسی طرح ان کی مدد ان کو آخرت میں بھی حاصل رہے گی۔"[57]

قرآن کریم کے تحقیقی مطالعہ سے عیاں ہوا کہ آیات قرآنی الہام کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں۔ نبی اور غیر نبی دونوں کی طرف الہام کیا جاتا ہے۔ الہام بلاواسطہ اور بل واسطہ (فرشتوں کے ذریعے) دونوں صورتوں میں ہوتا ہے۔ نبی کا الہام قطعی حیثیت کا حامل ہوتا ہے غیر نبی کا الہام قرآن وسنت سے مشروط ہوتا ہے۔

الہام کے متعلق ناقدین تصوف کا تائیدی موقف

جاوید احمد غامدی "اذیوحی ربک الی الملکة" کی تفسیر کرتے ہوئے "البیان" میں لکھتے ہیں۔

[56] حم السجدہ41:30-31۔

[57] رازی، محمد بن عمر، تفسیر کبیر (بیروت: مطبوعہ دارالفکر، 1419ھ)، جلد4، ص108۔

"اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے بھی اپنے علوم مرتبت کے باوجود خدا تک براہ راست رسائی نہیں رکھتے اس کے احکام انھیں بھی وحی کے ذریعے سے ہی ملتے ہیں۔"[58]

مذکورہ آیت کی تفسیر میں جاوید احمد غامدی نے خدا تک رسائی کا رد کیا ہے۔ لیکن یہاں الہام کا اثبات بھی ہوتا ہے۔ کشف والہام کی سند کے متعلق "تجدید واحیائے دین" میں لکھتے ہیں۔

"انبیاء کے سوا دوسرے انسانوں کو اگر تیسری قسم کے علم کا کوئی جزو نصیب بھی ہوتا ہے تو وہ ایسے دھندلے اشارے کی حد تک ہوتا ہے جسے ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے وحی نبوت کی روشنی میں مدد لینا (یعنی کتاب و سنت پر پیش کر کے اس کی صحت وعدم صحت کو جانچنا اور بصورت صحت اس کا منشا متعین کرنا) ضروری ہے اس کے بغیر جو شخص اپنے الہام کو ایک مستقل بالذات زریعہ ہدایت سمجھے اور وحی نبوت کی کسوٹی پر اس معاملے کو پرکھے بغیر اس پر عمل کرے اور دوسروں کو اس کی پیروی کی دعوت دے اس کی حیثیت ایک جعلی سکہ ساز کی سی ہوتی ہے جو شاہی ٹکسال کے مقابلے میں اپنی ٹکسال چلاتا ہے اس کی یہ حرکت خود ہی ثابت کرتی ہے کہ فی حقیقت خدا کی طرف سے اسے الہام نہیں ہوتا۔"[59]

سید مودودی ہر اس الہام کا رد کرتے ہیں جو قرآن و سنت کے احکامات کے منافی ہو۔ تابع شریعت الہام کا اثبات کرتے ہیں۔ جاوید احمد غامدی سورہ القصص کی آیت 7 کی تفسیر کرتے ہوئے الہام کے متعلق لکھتے ہیں۔

"الہام والقاء یا رویا کے ذریعے سے کوئی بات کسی کے دل میں ڈال دی جائے تو قرآن کی زبان میں وحی کا لفظ اس کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ موسیٰؑ کی والدہ پیغمبر نہیں تھیں اس لیے یہاں اس لفظ کو اسی مفہوم میں لینا چاہیے۔"[60]

مذکورہ عبارت میں جاوید احمد غامدی نے موسیٰؑ کی والدہ کی طرف کیے جانے والے الہام اور القاء کا اثبات کیا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد سورہ انفال کی آیت 12 کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

---

[58] غامدی، جاوید احمد، البیان، جلد دوم، ص274-275۔

[59] ابو الاعلیٰ، مودودی، تجدید واحیائے دین (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، س،ن)، ص103۔

[60] غامدی، جاوید احمد، البیان، جلد سوم، ص585۔

"یاد کریں جب آپ ﷺ کا رب وحی کر رہا تھا فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم (جاو اور) اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو۔ وہی ایک ہزار رشتے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے انہیں میدان جنگ میں مسلمانوں کے شانہ بشانہ رہنے کی ہدایت کا تذکرہ ہے۔"[61]

جاوید احمد غامدی کی مذکورہ عبارت الہام کی تائید کرتی ہے۔ مسئلہ مذکورہ میں سید مودودی کا بھی یہی مسلک ہے۔

کشف و الہام کی حیثیت

اسلام میں کشف و الہام کی حیثیت قرآن و حدیث کے مساوی درجے کی نہیں ہے۔ وہ تب قابل اعتبار ہیں جب وہ قرآن و سنت سے تائید یافتہ ہو۔ سید مودودی الہام کے لیے شریعت کی پابندی کو واجب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یہ ایک ایسی بات ہے جس پر نہ صرف تمام علمائے شریعت متفق ہیں بل کہ اکابر صوفیا بھی بالاتفاق یہی بات کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ آلوسی نے تفصیل کے ساتھ عبد الوہاب شعرانی، محیی الدین ابن عربی، مجدد الف ثانی، شیخ عبد القادر جیلانی، جنید بغدادی، سری سقطی، ابو الحسین نوری، ابو سعید الخراز، ابو العباس احمد الدینوری اور امام غزالی جیسے نامور بزرگوں کے اقوال نقل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اہل تصوف کے نزدیک بھی کسی ایسے الہام تک کے لیے جائز نہیں ہے جو نص شرعی کے خلاف ہو۔"

کشف و الہام کے متعلق سید مودودی "تجدید و احیائے دین" میں لکھتے ہیں۔

"صاحب کشف کو آفتاب روشن کی طرح یہ معلوم ہو کہ یہ کشف یا یہ الہام خدا کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اس میں غلط فہمیوں کا کم و بیش امکان ہوتا ہے اس لیے اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ کشف و الہام کے ذریعے سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا۔ نہ اس ذریعہ علم سے حاصل کی ہوئی کوئی چیز حجت ہے نہ خود صاحب کشف کے لیے یہ جائز ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر پیش کیے بغیر کسی کشفی و الہامی چیز کی پیروی کرے۔"[62]

تجزیہ

مذکورہ نقد میں غلام احمد پرویز نے وحی خفی اور الہام کو ایک ہی چیز قرار دے دیا۔ جب کہ وحی خفی کا تعلق رسول سے اور الہام کا تعلق رسول، نبی اور عام انسان کے ساتھ ہی ہے۔ وحی خفی اور الہام میں خاص اور عام کی نسبت ہے اور جب الہام کی

[61] احمد، اسرار، بیان القرآن، جلد سوم، ص218۔

[62] ابو الاعلیٰ، مودودی، قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، ص99-100۔

نسبت نبی، رسول کی طرف ہو تو اسے وحی کہیں گے اور جب الہام کی نسبت عام انسان کی طرف ہو۔ تو اسے وحی نہیں بل کہ الہام ہی کہتے ہیں اور وحی کی الہام والی صورت اب ختم ہو چکی ہیں۔ اب صرف الہامی صورت قیامت تک کے لیے باقی ہے۔ اس الہام کے لیے وحی کی سند ضروری ہے وگرنہ الہام الحاد قرار پائے گا۔